گرمائی تعطیلات اور والدین کی ذمہ داریاں

مولانا محمد مجیب الدین قاسمی (ایم اے)

عصری اداروں کی تعطیلات شروع ہو چکی ہیں، ہمارے طلبہ اور سرپرست عام طور پر تعطیلات کے عرصہ کو تفریح اور وقت گذاری کا موقع خیال کرتے ہیں؛ اسی لیے کھیل کود، تفریح وتقریب اور رشتہ داروں سے ملاقاتوں اور دعوتوں کے پروگرام بن چکے ہونگے، مالدار اپنے ذوق کے مطابق اور غرباء اپنی استطاعت کے مطابق چھٹیوں کے استعمال کی ہرسال قبل از وقت ترتیب بنالیتے ہیں؛ لیکن یہ ایک غلط تصور ہے، اسلام میں تھکاوٹ دور کرنے کے لیے کچھ دیر تفریح طبع کے سامان اپنانے کی گنجائش ہے؛ مگر تفریح یا وقت گذاری کو مقصدِ زندگی بنانے کی قطعاً اجازت نہیں؛ اگر کسی کو روزمرہ کی مصروفیت سے فرصت مل رہی ہے تو اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ فرصت کے لمحات کو لہو ولعب میں گذار دے؛ بلکہ اسے ضائع کرنے کے بجائے مفید سے مفید تر بنانے کی کوشش کرنی چاہیے؛ کیونکہ فرصت کا موقع ملنا بھی اللہ کی بڑی نعمت ہے؛ مگر عام طور پر لوگ اس موقع کو وقت گذاری کا ذریعہ خیال کرتے ہیں؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف توجہ دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں اکثر لوگ دھوکہ اور خسارہ میں پڑے ہوئے ہیں ایک صحت وتندرستی کی نعمت دوسرے فرصت وفراغت کی نعمت نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ الصَّحَّةُ وَالْفَرَاغُ (بخاری، حدیث نمبر:۵۹۳۳، باب لاعیش إلاعیش الآخــرۃ) اس وقت لاکھوں مسلمان بچوں کی تعطیلات کا زمانہ ان کے سرپرستوں وعلمائے دین اور زعمائے قوم کے لیے ایک چیلنج سے کم نہیں ہے، تقریباً تمام ہی والدین کو اپنے بچوں کی تعطیلات کے زمانہ میں یہ فکر لاحق ہوتی ہے کہ ان کا وقت کیسا گذرے، ان کی چھٹیاں یوں ہی بےکار ضائع نہ ہو جائیں؛ اس کے لیے طلبہ کی تعطیلات کو مفید بنانے اور تعطیلات میں ہونے والے مضر اثرات سے انہیں محفوظ رکھنے کے لیے والدین اور سرپرستوں کو چند نکات پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے، جن کی ذیل میں نشاندہی کی گئی ہے:

(الف) والدین اپنے نونہالوں کو اولاً اس بات کا احساس دلائیں کہ تعطیلات کا مطلب صرف روزمرہ کی مصروفیات کا موقوف ہونا ہے نہ کہ ہر قسم کے کام سے فراغت، مسلمان طالب علم کو مرنے تک فراغت نہیں؛ بلکہ اسے ہر لمحہ آخرت کی تیاری میں مشغول رہنا چاہیے۔

(ب) والدین اس معاملہ میں سنجیدہ ہوں کہ وہ رشتہ داروں سے ملاقات، تقریبات میں شرکت اور تفریحی پروگراموں پر اپنے بچوں کے دین وایمان اور تعلیم وتربیت کو ترجیح دیں اور اپنے بچوں کے تئیں اپنے اوپر ان کی تربیت کی عظیم ذمہ داری کا احساس کریں، قیامت کے دن کی باز پرس کو سوچیں اور یہ طئے کرلیں کہ تعطیلات کی فرصت میں ہر مصلحت اور ہر سماجی ومعاشرتی تقاضے کو پیچھے ڈال کر یا کم از کم محدود کرکے ہم اپنے بچوں کو دینی ومذہبی تعلیم سے آراستہ کرنے کا معقول انتظام کریں گے؛ خواہ اس کے لیے کتنی ہی قربانی دینا پڑے۔

(ج) تعطیلات کے دوران بچوں کو بری صحبت سے بچائے رکھنا نہایت ضروری ہے؛ کیونکہ تاثیر صحبت امر مسلم ہے؛ خواہ مختصر وقت ہی کے لیے کیوں نہ ہو، قرآن مجید میں جہاں تقویٰ اختیار کرنے کی تاکید آئی ہے وہیں اچھوں کی ہمنشینی کا بھی حکم دیا گیا ہے يَـاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَـعَ الـصَّادِقِيْنَ (التوبہ:۱۱۹) ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور نیک لوگوں کے ساتھ میل جول رکھو، اس لیے کہ صحبت اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہتی، جو لوگ دنیا میں برے اور خدا بیزار لوگوں کے ساتھ رہ کر راہِ حق سے دور رہیں گے وہ آخرت میں بروں کی صحبت اختیار کرنے پر افسوس کریں گے، ارشادِ ربانی ہے يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا (الفرقان:۲۸) ترجمہ: ہائے افسوس! کاش کہ میں (دنیا میں) فلاں کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا، اکثر والدین اس بات پر دھیان نہیں دیتے کہ تعطیلات میں ان کے نونہالوں کا میل جول کس قسم کے بچوں کے ساتھ ہے اور ان کی آمد ورفت کن کے ساتھ اور کیسے مقامات پر ہو رہی ہے، اکثر طلبہ وطالبات تعطیلات میں دوسرے علاقہ میں رہنے والے اپنے رشتہ داروں کے پاس چلے جاتے ہیں، جہاں وہ بری صحبت کا شکار ہو جاتے ہیں، والدین کی ذمہ داری ہے کہ ان پر کڑی نگرانی رکھیں، ان کے ملاقاتیوں کی جانچ اور تحقیق کریں، کیونکہ والدین کی سخت نگرانی کے بغیر بچوں کو بری

صحبت سے دور رکھنا اور اچھے ساتھی مہیا کرنا ممکن نہیں، عام طور پر بچے اس مرحلے میں ساتھیوں اور ہم جولیوں کے محتاج ہوتے ہیں؛ اگر انہیں اچھے ساتھی فراہم نہ کیے جائیں تو وہ لامحالہ بروں کی صحبت اختیار کرلیں گے، اس لیے بطورِ خاص اس امر میں والدین کی نگرانی از حد ضروری ہے۔

(د) سرپرستوں کی اہم ذمہ داری ہے کہ وہ بالخصوص تعطیلات میں اپنے بچوں کو ٹی وی کلچر سے محفوظ رکھیں؛ عموماً تعطیلات میں وقت گذاری اور ٹائم پاس Time Pass کے عنوان سے فحاشی و بے حیائی کا سہارا لیا جاتا ہے اور لایعنی کاموں میں اوقات خراب کیے جاتے ہیں، اکثر طلبہ فرصت کا وقت پاکر گھنٹوں ٹی وی کے آگے گذار دیتے ہیں اور فحش پروگراموں سے لطف اندوز ہوتے ہیں، الکٹرانک میڈیا پر جس قسم کی عریانیت کا ننگا ناچ ہے اور بچوں کے اخلاق و کردار پر اس کے جو غلط اثرات مرتب ہوتے ہیں ان سے شاید ہی کوئی ناواقف ہو، بدنگاہی اور فحش پروگراموں کا نظارہ دین کے لیے سَم قاتل ہے، اس سے انسان شرم وحیا کے جوہر سے محروم ہوجاتا ہے جو اس کو دین سے تک محروم کرسکتا ہے، ٹی وی پر فحاشی کا نظارہ کرنا ایک برائی نہیں بلکہ مجمع الخبائث اور برائیوں کی اصل جڑ ہے، علاوہ ازیں ٹی وی کے منفی اثرات طلباء کی تعلیم اور صحت پر بھی مرتب ہوتے ہیں؛ چنانچہ ٹی وی اور فحش پروگراموں کے شوقین طلباء حصولِ علم میں یکسوئی سے محروم ہوجاتے ہیں اور ان کا دماغ انتشار کا شکار ہوجاتا ہے؛ نیز مسلسل ٹی وی اسکرین پر نظریں جمائے رکھنے سے بینائی کے ساتھ دماغ بھی متاثر ہوتا ہے۔

(ہ) اس وقت مسلم طلباء میں ٹی وی سے زیادہ خطرناک ایک اور لعنت عام ہوتی جارہی ہے، یعنی انٹرنیٹ پر گھنٹوں چاٹنگ اور فیس بک پر دوسروں کی آئی ڈیز و تصاویر دیکھنا وغیرہ یوں تو تعلیم کے ایام بھی ہمارے نوجوانوں کی بڑی تعداد گھنٹوں انٹرنیٹ کیفوں میں گذار دیتی ہے؛ تعطیلات ایسے نوجوانوں کے لیے سنہری موقع ثابت ہوتی ہیں، یہ نوجوان انٹرنیٹ پر چاٹنگ کے ذریعہ اوقات خرابی کے علاوہ فحش قسم کے ویب سائٹز آن کرکے عریاں تصاویر کے مشاہدہ کے ذریعہ اپنی صحت بھی برباد کرتے ہیں؛ مگر افسوس کہ بعض والدین اس بات کو جانتے ہوئے بھی چشم پوشی سے کام لیتے ہیں، والدین کا اوّلین فریضہ ہے کہ تعطیلات میں بچوں کو اس قسم کی لایعنی مشغولیات سے بچائیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لایعنی اور بے کار کاموں سے احتراز کو انسان کی اسلامی خوبی قرار دیا ہے مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَالَا يَعْنِيهِ (ترمذی، حدیث نمبر: ۲۲۳۹، باب فیمن تکلم بکلمة یضحک بها الناس) اس لیے والدین اس معاملہ میں ہوش کے ناخن لیں اور حتی الامکان اپنے بچوں کو اس وباء سے دور رکھیں؛ ورنہ کہیں ایسے وقت ندامت کے آنسو بہانا پڑے جو بے سود ہوں اور ہم خود ہی ملامت کرنے لگیں۔

آج عصری اداروں کے بہت سے طلبہ دین کی بنیادی اور ضروری تعلیمات سے ناواقف رہ کر اپنی زندگی کے قیمتی لمحات گذار رہے ہیں، جن کو اذکار نماز اور چھوٹی چھوٹی سورتیں دعائے قنوت وغیرہ تک یاد نہیں یا صحیح یاد نہیں؛ اسی طرح تجہیز و تکفین کے احکام و مسائل سے کوئی واقف نہیں، اب اگلی نسل کو اسلامی مزاج پر دیکھنے کی کیا صورت ہے؟ بچوں کو قرآنِ کریم کی تعلیم دینے اور دینیات و اسلامیات سے واقف کرانے کا آخر کیا طریقہ ہے؟ اس کی ذمہ داری والدین اور سرپرستوں پر عائد ہوتی ہے، اس کے لیے تعطیلات میں طلباء کو لایعنی کاموں اور فحش پروگراموں سے محفوظ رکھنا اسی وقت ممکن ہے جب کہ اس کے لیے کوئی منصوبہ بند طریقۂ کار اختیار کیا جائے، والدین کے علاوہ ہر محلّہ اور بستی کے علماء کرام و عالماتِ اسلام اور ذمہ دارانِ مساجد اس سلسلہ میں کوئی ٹھوس قدم اُٹھائیں اور اس کو عملی شکل دیں تو انشاء اللہ بڑے نفع کی اُمید کی جاسکتی ہے، مثلاً (۱) علمائے کرام و عالماتِ اسلام ائمہ مساجد اور مدارس دینیہ کے معلمین و مدرسین اپنے اپنے محلوں میں جس قدر ہوسکے گرمائی مکاتب کا انتظام کریں اور روزآنہ کم از کم تین تا چار گھنٹے مکتب چلائیں، ایک جامع و آسان نصاب مقرر کریں اور اس کی تکمیل پر جلسۂ عام کرکے بچوں کو مظاہرہ کا موقع دیں، انعام سے نوازیں اور اس زائد محنت کو اپنی آخرت کی نفع بخش تجارت تصور کریں۔

(۲) مساجد و مدارس کے ذمہ دار حضرات اپنی مسجدوں اور مدرسوں میں اور ممکن ہوسکے تو قرب وجوار میں گرمائی کلاسس کا انتظام کریں، مسجدوں میں رسمی مکاتب تو چلتے ہیں جو اکثر بے فیض اور ضابطہ کی خانہ پری کے طور پر ہوتے ہیں؛ مگر بالخصوص تعطیلات کے زمانے میں مؤثر طریقے پر کام کرنے کی

ضرورت ہے، زائد اور عارضی اساتذہ کا تقرر کرنا پڑے تو کریں، خرچ کرنا پڑے تو کریں، بجٹ منظور کرالیں یا پھر فنڈنگ کریں؛ دیگر ضروریات، تزئین وتسہیل، آب پاشی میں لاکھوں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے، آخر بنیادی مقاصد ہی کے لیے سرمایہ کی کمی کا رونا کیوں؟۔

(۳) ایک ایسا جامع نصاب ۴۰؍ یا ۵۰؍ اسباق پر مشتمل پہلے ہی مرتب کرلیا جائے، جس میں تجوید قرآن کے علاوہ اسلامی عقائد، مسنون دُعائیں اور بنیادی فقہی مسائل شامل ہوں، چھوٹی چھوٹی حدیثیں بھی یاد کرائی جائیں؛ نیز ہفتہ میں ایک مرتبہ سیرت نبویؐ، سیرت خلفائے راشدین اور اخلاقیات کے مختلف عناوین پر بچوں کی فہم کے مطابق سلسلہ وار لکچر ز دیئے جائیں، انشاء اللہ اس کا فائدہ ضرور ہوگا۔

(۴) اُن بچوں کا مزاج مدارسِ دینیہ کے طلبہ کے مقابلہ میں تھوڑا مختلف ہوتا ہے؛ اکثر شوخ وتیز ہوتے ہیں، اساتذہ کو بھی کچھ نہیں سمجھتے؛ کیونکہ اولاً تو اُن معصوموں کو ان باتوں کی تلقین ہی نہیں کی جاتی اور ثانیاً عمر کا تقاضہ بھی ہوتا ہے، اس لیے اساتذہ کو چاہیے کہ متحمل مزاج اور سب کچھ برداشت کرتے ہوئے کام کریں، انہیں باقاعدہ ہدایات دی جائیں اور قولاً وعملاً طریقۂ کار سمجھایا جائے؛ تاکہ ہر بچہ استفادہ کرسکیں۔(۵) چھوٹے بچوں کے علاوہ بالغین وبالغات کے لیے بھی مستقل نظم کیا جائے، کالج کے لڑکوں کو کم از کم دو گھنٹوں کے لیے جوڑا جائے، اس کے لیے ان کی نفسیات اور ضرورت کے لحاظ سے ایک ایسا نظام العمل بنایا جائے جس میں دینیات واسلامیات کی ضروری وبنیادی تعلیم کے علاوہ ان کے ذہنوں میں اسلامی تعلیمات واحکامات کے خلاف پیدا شدہ اعتراضات وشبہات کے مدلل ومسکت جوابات دیئے جائیں؛ تاکہ دین ومذہب کی طرف ان کا میلان ہوسکے۔

(۶) تعطیلات دعوتی سرگرمیوں میں حصہ لینے کا سنہری موقع ہے، کالجوں اور اسکولوں کی بڑی جماعت کے طلباء کو تحریکِ دعوت وتبلیغ سے وابستہ کیا جائے؛ اگر طلبہ اپنی تعطیلات کے موقع پر چالیس دن کے لیے جماعت میں وقت لگائیں تو اس سے نہ صرف ان میں دین کی فکر پیدا ہوگی؛ بلکہ وہ داعیانہ مزاج لے کر لوٹیں گے، موجودہ دور میں عصری اداروں میں زیرِ تعلیم مسلمان طلبا کو اس تحریک سے وابستہ کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ انہیں ان اداروں میں بے دینی کے ماحول کا ہر وقت سامنا کرنا پڑتا ہے، ایسے میں ان کو تحریک دعوت وتبلیغ سے وابستہ کرنا بے حد مفید ہوگا۔

مذکورہ بالا نکات اور تدابیر کو عملی شکل دینے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ اس سے اسکولس کے بچوں اور کالجز کے لڑکوں کے اوقات مصروف ہوجائیں گے، خالی اوقات میں وہ جن غلط راستوں کو اختیار کرسکتے ہیں ان سے حفاظت ہوگی اور تعطیلات میں تربیتی نقطۂ نظر سے بچوں کی صحیح رہنمائی ہوگی جس سے تعطیلات کا صحیح مصرف میں استعمال بھی ہوگا، انشاء اللہ۔

آج والدین اپنے بچوں کے تمام مراحل کی درستگی کی فکر یہ کہہ کر کرتے ہیں کہ میرے مرنے کے بعد ان بچوں کا کیا ہوگا؛ لیکن والدین یہ نہیں سوچتے کہ ان بچوں کے مرنے کے بعد بچوں کا کیا ہوگا؟ یعنی یہ بات زیادہ قابلِ غور ہے کہ ہم ان کے آخرت کے احوال کی درستگی کے سلسلہ میں کیا کیا کر رہے ہیں اور کن کن طریقوں سے ان کی دنیوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کے اسباب مہیا کر رہے ہیں، اس وقت ضروری ہے کہ والدین خوابِ غفلت سے بیدار ہوں اور اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں فکر کریں ان کو علمِ دین سے آراستہ وپیراستہ کرنے کے لیے متعدد طریقوں کی تلاش وجستجو میں لگ جائیں؛ تاکہ نئی نسل پر دینداری کے اثرات مرتب ہوسکیں اور دنیوی امن وسکون کے ساتھ اخروی کامیابیوں سے بھی ہمکنار ہوجائیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عمل نصیب فرمائے، آمین۔